مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً — علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دُعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ ان سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤ لؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است — خم و خمخانہ با مہر و نشاں است

کیسٹ نمبر ۴، ۴ ستمبر ۱۹۸۱ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

عَنْ سُلَیْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ کَانَ بَیْنَ مُعٰوِیَۃَ وَبَیْنَ الرُّوْمِ عَھْدٌ وَّکَانَ یَسِیْرُ نَحْوَ بِلَادِھِمْ حَتّٰی اِذَا انْقَضَی الْعَھْدُ اَغَارَ عَلَیْھِمْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلٰی فَرَسٍ اَوْ بِرْذَوْنٍ وَّھُوَ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَفَآءٌ لَّا غَدْرٌ فَنَظَرُوْا فَاِذَا ھُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَۃَ فَسَاَلَہٗ مُعٰوِیَۃُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ قَوْمٍ عَھْدٌ فَلَا یَحُلَّنَّ عَھْدًا وَّلَا یَشُدَّنَّہٗ حَتّٰی یَمْضِیَ اَمَدُہٗ اَوْ یَنْبِذَ اِلَیْھِمْ عَلٰی سَوَآءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعٰوِیَۃُ بِالنَّاسِ [1]

ترجمہ: حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان (یہ) معاہدہ ہوا تھا کہ اتنے دنوں تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں

---

[1] مشکوٰۃ، ص: ۳۴۷

کریں گے، اور) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس معاہدہ کے زمانہ میں رومیوں کے شہروں میں گشت کر کے حالات کا اندازہ لگایا کرتے تھے (تاکہ جب معاہدہ کی مدت گزر جائے تو وہ ان رومیوں پر یکبارگی ٹوٹ پڑیں) ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار یہ کہتے ہوئے آئے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر وفاء کو ملحوظ رکھو نہ کہ بدعہدی کو۔ (یعنی تم پر معاہدہ کو پورا کرنا لازم ہے نہ کہ تم معاہدے کی خلاف ورزی کرو) لوگوں نے ان صاحب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمرو بن عَبَسَہ رضی اللہ عنہ ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے اس بات کو پوچھا کہ رومیوں کے شہروں میں ہمارا پھرنا عہد شکنی کے مترادف کیسے ہے؟ تو) اُنہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس شخص کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اپنے عہد کو نہ توڑے اور نہ باندھے تاآنکہ اس معاہدہ کی مدت گزر جائے یا وہ اُن کو مطلع کر کے برابری کی بُنیاد پر اپنا عہد توڑ دے حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (حضرت عمرو بن عَبَسَہ رضؓ کی یہ بات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُن کر) اپنے لوگوں کے ساتھ رومیوں کے شہر سے اپنے کیمپ میں واپس چلے آئے۔

حضرت معاویہ رضؓ کے ایفاء عہد کا ایک واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رومیوں سے (عیسائیوں سے) ایک معاہدہ طے پایا۔ وہ مثلاً سال بھر کا تھا یا چھ مہینے کا تھا یا دو سال کا تھا، جب وہ معاہدہ پُورا ہُوا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اب معاہدہ پُورا ہونے میں مثلاً بیس۲۰ دن باقی ہیں تو روانہ ہو گئے اُن پر حملہ کرنے کے لیے کہ ہم حملہ کرتے ہیں، معاہدہ اُن کا دو سال کا ہے اِس تاریخ کو وہ پُورا ہو جائے گا اُس کے بعد ہم حملہ کریں گے تو معاہدے کی مُدّت سے آگے بڑھ کر حملہ کریں گے۔ جب وہ گزر جائے گی تب حملہ کریں گے تو اس میں کوئی اعتراض کی بات ہے ہی نہیں، دُنیا بھر میں کسی بھی جگہ اسے عہد شکنی نہیں کہا جا سکتا، تو جب وہ روانہ ہوئے ایک

شخص پیچھے سے پہنچے، یا خچر پر سوار تھے یا گھوڑے پر سوار تھے، آواز دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر وَفَاءٌ لَّاغَدْرٌ یعنی عہد شکنی نہ کرو غداری نہ کرو۔ عہد پورا کرو، تو لوگ رُک گئے، دیکھا کون صاحب ہیں؟ دیکھا تو ایک صحابی تھے ان کا اسم گرامی ہے عمرو بن عَبَسَہ رضؓ اُن کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ پوچھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا بات ہے؟ اور اس کا کیا مطلب ہے جو آپ فرما رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا ہے کہ اگر کسی قوم سے تمہارا معاہدہ ہو تو اس کو بالکل اسی طرح رہنے دو اس میں توڑ جوڑ کچھ نہ کرو فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَّلَا يَشُدَّنَّهُ اس میں جوڑ توڑ بالکل نہ کرو، اس معاہدے کو اسی طرح پورا کرو جیسے کیا گیا، حتّٰی کہ جس دن تک کا جس تاریخ تک کا معاہدہ کیا گیا ہے وہ پوری گزر جائے وہ (پوری) ہو جائے، اس کے بعد جو تیاری کرو گے تو اچانک نہیں ہوگی اُن کے لیے، اَوْ يَنْبِذَ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ اگر پہلے کرنا ہے اس سے (کچھ، اور پہلے) کوئی کارروائی کرنی ہے تو اُن کو اس کا بتانا ضروری ہوگا اور اگر انہیں بتائے بغیر حملہ کیا گیا تو یہ عہد شکنی ہوگی اور اگر اُن کو اطمینان کی حالت میں جاکے دبوچ لیا تو یہ بھی اُسی قسم کی چیز ہے کہ وہ تو اس اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارا اُن سے معاہدہ تھا اب ختم ہو رہا ہے اور تجدید کر لیں گے، دو سال کے لیے اور کر لیں گے یا پانچ سال کے لیے اور کر لیں گے۔ اور آپ نے اچانک غفلت میں اُن پر حملہ کر دیا، یہ تو اسلام کے طریقے سے ہٹ کر ہے۔ اُن کی طرف سے عہد شکنی پائی گئی ہو، کوئی بات ایسی پائی گئی ہو تو پھر اعلان آپ کریں گے باقاعدہ بتلائیں گے انہیں کہ تم نے عہد شکنی کی ہے۔ لہٰذا ہمارا تمہارا کوئی معاہدہ نہیں رہا۔ اور پہلے سے بتانا پڑے گا انہیں کہ ہم یہ معاہدہ اب توڑنا چاہتے ہیں تاکہ وہ بھی غفلت میں نہ رہیں۔

اسلامی قانون میں عہد شکنی کی کوئی شکل نہیں چل سکتی اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ جو ہمارا اسلامی مارشل قانون ہے اس میں یہ شکلیں نہیں چل سکتیں، اُن کی طرف سے تو چلتی آئی ہے وہ نئی نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تھی۔ اُس وقت سے آج تک اسی طرح آئی، اور صحابۂ کرام نے بار بار بہت جگہ ایسے آتا ہے حدیثوں میں کہ انہوں نے نہ اُن کی قسموں کا اعتبار

کیا ہے نہ کسی اور چیز کا اعتبار کیا ہے، یعنی دھوکے سے بچے اُنھوں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ قسمیں بھی جھوٹی کھا سکتے ہیں یہ معاہدے بھی توڑ سکتے ہیں لہٰذا ہوشیار رہو۔ پتہ نہیں کس وقت یہ معاہدہ توڑ دیں اور پتہ نہیں کس وقت یہ خلاف ورزی کریں اور اپنی قسمیں توڑ دیں تو یہ تو ضروری ہے کہ تم ہوشیار رہو، لیکن تم اُس طرح کی کاروائی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اخلاق سے گری ہوئی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا یہ ارشاد ہے عظیم ارشاد ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ جو بہت اعلیٰ اخلاق ہیں وہ میں مکمل کر کے دکھلاؤں میری بعثت اس لیے ہوئی ہے اور قرآنِ پاک میں ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ آپ بہت بڑے اخلاق پر پیدا کیے گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اخلاق سے گری ہوئی تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے

تو اس طرح کی چیزیں جن میں ذرا بھی گراوٹ ہو اخلاقی، عہد شکنی ہو، کوئی بد معاملگی ہو۔ تمام چیزوں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے تو ان صحابی نے جو کہا کہ اگر ایسے کریں گے آپ تو یہ تو بدعہدی ہے۔ گو بدعہدی لفظوں میں نہیں ہوگی کیونکہ وہ پانچ تاریخ تک تھا چھٹی تاریخ کو حملہ ہوگیا۔ پانچ تک تو گزر گئی تاریخ، تو لفظوں میں تو نہیں ہوئی لیکن اُن کے ذہنوں کے اعتبار سے بدعہدی ہوگی کہ ہمارے ساتھ انھوں نے دھوکہ کیا۔ ان چیزوں سے حکومت تو مل جاتی ہے مگر اسلام کی تبلیغ میں رکاوٹ پڑتی ہے آپ ایسے غفلت میں جیسے حضرت معاویہؓ جارہے تھے (حملہ کرتے تو) یہ ہو سکتا تھا کہ وہ حملہ کامیاب ہوتا اور ضرور کامیاب ہوتا وہ تو غفلت میں تھے، لیکن نتیجہ یہ نکلتا کہ وہ لوگ سوچتے کہ یہ تو اچھے آدمی نہیں ہیں ہم تو ان پر اطمینان کرتے تھے، تو اسلام یا مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی نہ آنے پائے غیر مسلموں کے ذہن میں اس کا لحاظ رکھنا مسلمان کو بتلایا گیا۔ اور ضروری قرار دیا گیا تو اُن صحابی نے تو یہ آواز دی تھی کہ وَفَاءٌ لَاغَدْرٌ وفا کرو غداری نہ کرو۔ وفا کرو غداری نہ کرو۔ غداری تو عہد شکنی اور بدعہدی کو کہتے ہیں وہ یہ آواز دیتے آئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس گفتگو کے بعد یہ کیا کہ واپس لے آئے لشکروں کو، فَرَجَعَ مُعَاوِیَۃُ رضی اللہ عنہ بِالنَّاسِ اُن کی سمجھ آگئی یہ بات

اور واپس تشریف لے آئے۔

اسلام میں باقاعدہ طور پر جنگی قوانین وضع کئے گئے ہیں اور اس پر بڑی بڑی کتابیں لکھی گئی ہیں۔

اسلام نے جو جنگی قوانین ہیں وہ بھی رکھے ہیں اور ہمارے پاس بہت بڑی بڑی کتابیں ہیں مستقل اسی موضوع پر کہ جہاد کس طرح کیا جائے اور فوج کے قانون کیا ہوں گے جسے آپ مارشل لا کہتے ہیں وہ اسلام نے رکھا ہے۔ اُس میں خود اُصول کی تقویت کے لیے کوئی قانون عارضی طور پر نکالا جا سکتا ہے، لیکن اُن اُصول سے ہٹتا ہُوا کوئی قانون نہیں نکالا جا سکتا اس کا نام ہے "سیر"۔ یہ سِیَر کہلاتی ہے اور خارجہ پالیسی، دوسروں کے ساتھ کیا ہوگا ہمارے معاملات کیسے ہوں گے اس پر مستقل تصانیف موجود ہیں بڑے بڑے حضرات کی بڑی بڑی کتابیں کئی کئی جلدوں میں، ہمارے پاس جو اب تک پہنچی ہے وہ کتاب السِیَر ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سیر کبیر وہ پانچ جلدوں میں ہے اس میں تمام یہی چیزیں ہیں۔ خارجہ پالیسی اور جنگ کے جو قواعد و ضوابط ہیں اُصول اور حالات ہیں کہ نا ان نے اس چیز کو پسند کیا اور فلاں نے اس چیز کو ناپسند، دُشمن کا سر کاٹ کر سردار کے پاس پہنچانا۔ یہ جاہلوں کا طریقہ چلا آ رہا تھا اور زمانۂ جاہلیت میں تھا۔

حضرت ابوبکرؓ نے دُشمن کا سر کاٹ کر خلیفہ کے پاس بھیجنے کو ناپسند کرتے ہُوئے منع کر دیا۔

حضرت ابوبکرؓ جب خلیفہ ہُوئے ہیں تو جو مقابل تھے لوگ کہیں اُن میں سے ایک کا سر کاٹ کر مدینہ منوّرہ لایا گیا۔ ابوبکرؓ نے اس کو پسند نہیں کیا۔ اُنھوں نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ جہاں بھی مارا جائے آدمی وہاں (رہنے دو) بہت نازک نازک مسائل پر اُنھوں نے جہاں تک نظر بھی نہیں پہنچتی۔ جنہیں انسان خیال بھی نہیں کرتا ہے۔ ان چیزوں کو بھی وہ ضوابط میں لائے ہیں اور وہ اسلام میں موجود ہیں۔ وہ الگ بات ہے کہ ہم لتنے محروم القسمت ہیں کہ اسلام کی چیزوں کا ہمیں پتا ہی نہیں کہ کیا ہے تو یہ الگ بات ہے کہ ہمیں پتا نہ ہو۔ باقی اسلام میں وہ زیادہ مکمل شکل میں موجود ہیں اور خاص بات یہ ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اخلاقی اعتبار سے بھی وہ بلند ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے اور اپنی رضا سے نوازے۔